

امام جلال الدین السیوطی کی تفسیر الدر المنثور فی التفسیر الماثور میں اشعار عرب سے استنبہاد کا علمی جائزہ

A view of cross- referencing from Arabic poetry in Tafseer

Ad-dur-ul - Mansoor by Sayooti

☆ ڈاکٹر عرفان اللہ

Abstract:

This paper describes that if we want to know about poetry we must understand that out of context we can never arrive at our destination. The Quran should be read and understood in totality of its message and spirit. Its verses are local and universal. Some verses are in local environments but leave universal and eternal message. The verses of Sura'h Yasin and Sura'h Najm related to poetry clearly exhibit the truth that God rejected the claim of the infidels who regarded the Quran as the book of poetry and Prophet Mohammad as a poet. The poets in general are not condemned in Sura Yasin. It is an apt reply to the infidels that the Quran is a message from God with a serious mission and motto. The Holy Prophet used to ask people to recite the holy poetry of Hazrat Abu Talib. Hassan bin Sabit used to recite "Naat" in the presence of the Prophet. Hazrat Ali was also a poet. They enhanced the divine mission of the prophets through their facile pen and noble spirit. Hence in the light of above brief dissertation we can profess that Islam does not oppose poetry if it is written on didactic and divine lines.

اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب عربی میں نازل فرما کر اس زبان کو شرف فضیلت عطا فرمائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾^(۱) ”بے شک ہم نے اسے اتارا قرآن عربی زبان میں تاکہ تم خوب سمجھ لو“۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ﴾^(۲) ”پیکچر، شعبہ اسلامیات، ہزارہ یونیورسٹی، ماہرہ

☆

﴿قرآن عربی زبان میں ہے اس میں ذرا کجی بھی نہیں ہے﴾۔ (۲) ایک اور جگہ ارشاد ہے: ﴿کتاب فصلت آیاتہ قرآنا عربیا لقوم یعلمون﴾ (۲۳) ایسی کتاب جس کی آیات واضح ہیں وہ قرآن عربی زبان میں ہے سمجھنے والی قوم کے لئے۔

اسلام سے پہلے بھی عربی زبان کو نمایاں حیثیت حاصل تھی اور یہ معیار کے اعلیٰ پائے تک پہنچ چکی تھی۔ چونکہ اس زمانے کے لوگ خانہ بدوش زندگی گزارنے کی وجہ سے وسائل کی تلاش میں ادھر ادھر بھٹکتے رہتے تھے جو ان کو بارہا دوسرے قبائل کے ساتھ جنگ و جدل تک پہنچا دیتی تھی۔ عرب جنگ کی مناسبت سے اپنی بہادری کے واقعات فصیح و بلیغ اشعار میں ذکر کیا کرتے تھے۔ عربی ادب میں اس صنف کو حماسہ کہا جاتا ہے۔ عرب نظم و نثر پر خصوصی دسترس کے اس کمال کو صرف اپنے تک محدود سمجھتے ہوئے غیر عرب کو عجم شمار کیا کرتے تھے۔ کسی بھی زبان کے ادب میں شعر کو شہ رگ کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ تعریف اشعار عرب پر زیادہ صادق آتی ہے۔

شعر کی تعریف:

الشعر قول یقصد به الوزن والتقفیة (۳) شعر سے مراد وہ قول ہے جس سے وزن اور قافیہ کا قصد کیا گیا ہو۔

اسلام اور شعر گوئی:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ان من الشعر لحکمة (۵) ”بعض اشعار حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔“ امیر المؤمنین عمر فاروقؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا ”کہ لوگوں کو اشعار کی تعلیم کا حکم دو کیونکہ یہ اعلیٰ اخلاق، رائے کی درستگی اور انساب کی پہچان پر دلالت کرتے ہیں۔“ حضرت علیؓ نے فرمایا: الشعر میزان القول، ”شعر قول کا میزان ہے۔“

عمر فاروقؓ حسان بن ثابتؓ کے پاس سے گزرے اور وہ مسجد نبوی ﷺ میں شعر پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو شعر گوئی سے منع کیا تو حسانؓ نے جواب دیا اللہ کی قسم تجھے معلوم ہے کہ میں اسی مسجد میں نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں اشعار سنایا کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے کبھی منع نہیں کیا تھا۔ عمرؓ نے آپ کی تصدیق کی (۶)۔

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حسان بن ثابتؓ سے فرمایا: مشرکین کی ہجو کو پیشک جبریلؑ تمہارے ساتھ ہیں۔ (۷)

اشعار عرب اور علم تفسیر:

اشعار کسی بھی زبان کے لیے ان کے اظہار مافی الضمیر کا ذریعہ اور اس زبان کے لیے الفاظ کا ذخیرہ سمجھا جاتا ہے۔ ابن عباسؓ کا قول ہے: ”کتاب اللہ کی قراءت کرتے ہوئے تمہیں اگر کوئی مشکل پیش آئے تو اس کو عرب کے اشعار میں تلاش کرو۔ کیونکہ شعر عرب کا دیوان ہے۔“ اور ابن عباسؓ سے جب کبھی قرآن کے متعلق پوچھا جاتا تو اس کی تفسیر کرتے اور تائید میں شعر سناتے تھے۔ (۸)

مشہور مفسرین کا اشعار عرب سے استدلال کا منہج:

تفسیر الطبری تفسیر الماثور میں کامل تفسیر تصور کی جاتی ہے۔ امام طبریؒ نے جا بجا اپنی تفسیر میں اشعار نقل کیے ہیں۔ جس سے ہم بآسانی اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ تفسیر الماثور میں اشعار عرب سے استدلال کو کتنی اہمیت حاصل ہے۔ جیسا کہ امام طبریؒ ﴿وَيَا بَيْتَ فَطْهَر﴾ (۹) کی تفسیر میں ثیباب کا معنی واضح کرنے کے لیے شعر کو بطور استدلال پیش کرتے ہیں:

وانى بحمد الله لا ثوب فاجر لبست ولا من غدرة اتقنع (۱۰)

”بجز اللہ نہ میں نے فسق و فجور کا لباس پہنا ہے، اور نہ ہی خیانت اور بد عہدی کا کپڑا اوڑھا ہے۔“
نص قرآنی کی وضاحت: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ۔ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ۔ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ۔ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِن بَعْدِ مَا ظَلَمُوا وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾ (۱۱) ترجمہ: ”اور شعراء کی پیروی حق سے بہکے ہوئے لوگ ہی کرتے ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ وہ ہر وادی میں سرگرداں پھرتے رہتے ہیں اور وہ ایسی باتیں کرتے ہیں جن پر وہ خود عمل نہیں کرتے۔ بجز ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتے رہے اور انتقام لیتے ہیں اس کے بعد کہ ان لوگوں پر ظلم کیا گیا اور عنقریب جان لیں گے جنہوں نے ظلم کئے کہ وہ کس جگہ لوٹ کر جا رہے ہیں“

ان آیات کی تفسیر میں ابن عباسؓ فرماتے ہیں: کہ شعراء سے مراد ”کفار“ ہیں جن کی تابعداری گمراہ

جنات اور انسان کرتے ہیں۔ اور عبد الرحمن بن زید کہتے ہیں کہ میرے والد سے ایک شخص نے کہا: اے ابو اسامہ! اس آیت کا مطلب کیا ہے؟ تو میرے والد نے کہا: اس سے مراد مشرکین شعراء ہیں نہ کہ مسلمین شعراء۔ اور ابن عباسؓ نے 'الغاون' کی تفسیر سفہاء (بے وقوف) سے کی ہے اور ان آیات کا شان نزول بھی یہ بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں دو آدمی تھے۔ ایک انصاری تھا جبکہ دوسرا الگ قبیلے کا تھا ان دونوں نے ایک دوسرے کی ہجو کی اور ان کے ساتھ کچھ بے وقوف لوگ بھی تھے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حسان بن ثابتؓ، عبد اللہ بن رواحہؓ اور کعب بن مالکؓ روتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم تو شعراء ہیں ہم تو ہلاک ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آخری آیت نازل فرمائی۔ ﴿إلا الذين آمنوا وعملوا الصلحت﴾ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کی مصداق تم ہو اور ﴿سيعلم الذين ظلموا﴾ کے مصداق کفار ہیں۔ (۱۲)

آیت کی اس تفسیر سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ جن شعراء کی تابعداری گمراہ لوگ کرتے ہیں وہ کفار ہیں۔

امام جلال الدین السيوطي:

اسلامی علمی اور ادبی دنیا میں امام جلال الدین السيوطي ایک معروف نام ہے۔ آپ کا پورا نام عبد الرحمن بن ابی بکر محمد بن سابق الدین الخضرمی، [849-911ھ] ہے۔ آپ بلند پایہ عالم، مفسر، محدث، مؤرخ اور ادیب تھے۔ علم تفسیر بالماثور کے میدان میں الدر المنثور فی التفسیر الماثور آپ کا عظیم تصنیفی کارنامہ ہے۔ (۱۳)

امام جلال الدین السيوطي نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر الدر المنثور فی التفسیر الماثور میں اپنے اسلاف کی پیروی کرتے ہوئے کافی مقامات پر عربی اشعار سے استدلال پیش کیا ہے۔

ذیل میں مذکورہ تفسیر میں عربی اشعار سے استدلال کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے:

عقائد میں اشعار سے استشہاد:

امام سیوطي نے عقائد کے باب میں احادیث رسول اور آثار صحابہ و تابعین سے استدلال کے ساتھ ساتھ اشعار عرب سے بھی خوب استفادہ کیا ہے۔ ذیل میں اس مناسبت سے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

(۱) وأخرج الطستى فى مسائله عن ابن عباسؓ، أن نافع بن الأزرق قال له اخبرنى عن قوله عز وجل ﴿الذين يؤمنون بالغيب﴾ قال ما غاب عنهم من امر الجنة والنار قال هل تعرف العرب

ذالك؟ قال نعم أما سمعت اباسفيان بن الحارث^(۱۳): يقول:

”طستي نے اپنے مسائل میں ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نافع بن الأزرق نے ان سے ”یؤمنون بالغیب“ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: جو لوگوں کے حواس سے غائب ہے مثلاً جنت، دوزخ۔ نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو ابن عباسؓ نے فرمایا کیا تو نے ابوسفیان کا یہ شعر نہیں سنا۔“

وبالغیب امنا وقد کان قوماً یصلون للاثان قبل محمد (۱۵)

”ہم غیب پر ایمان لائے ہیں جبکہ ہماری قوم محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے بتوں کی پوجا کرتی تھی“
امام السيوطي نے ایمان بالغیب کے عقیدے کو احادیث و آثار کے بعد عرب کے اشعار سے بھی ثابت کر دیا۔ یہ ایک بنیادی عقیدہ جو قرآن و احادیث سے ثابت ہے امام صاحبؒ نے اس کو اشعار عرب سے ثابت کر کے اس عقیدے کی توثیق کر دی۔

(۲) وأخرج الطستي في مسائله عن ابن عباس^{رض}، أن نافع بن الأزرق قال له أخبرني عن قوله عز وجل ﴿ختم الله على قلوبهم﴾ قال طبع عليها قال: وهل تعرف العرب ذلك؟ قال نعم اما سمعت الاعشى^(۱۶) وهو يقول:

”طستي نے مسائل میں ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نافع بن الأزرق نے ان سے ”ختم اللہ“ کی تفسیر پوچھی تو ابن عباسؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ نافع نے کہا کیا ختم کا مفہوم عرب جانتے ہیں؟ تو فرمایا کیا تو نے اعشی کا یہ قول نہیں سنا۔“

وصهباء طاف يهوديها فابرزها وعليها ختم (۱۷)

”یہود نے صہباء کا طواف کیا پس اس نے ان پر مہر لگا دی“

امام السيوطي دلوں پر نافرمانی کی وجہ مہر ثبت کرنے کی حقیقت کو احادیث و آثار کے ساتھ عربی ادب سے بھی اس کے مفہوم کو واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور دلیل کے طور پر عرب کے مشہور شاعر الاعشى کا شعر نقل کرتے ہیں۔ جس سے آپ کا مقصد اس کے مفہوم کو پکا کرنا ہے۔

(۳) وأخرج الطستي في مسائله عن ابن عباس^{رض}، أن نافع بن الأزرق قال له أخبرني عن قوله عز وجل ﴿في قلوبهم مرض﴾ قال: النفاق، قال وتعرف العرب ذلك؟ قال نعم، اما سمعت قول الشاعر:

الشاعر؟ يقول:

طستی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نافع بن الأزرق نے ان سے ”فی قلوبہم مرض“ کی وضاحت طلب کی۔ تو فرمایا: مرض کا مطلب نفاق ہے۔ نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو فرمایا کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا“

أجامل أقواما حياء وقد اری صدورهم تغلی علیٰ مرضها(۱۸)

”میں ایک قوم سے حیا کی وجہ سے حسن سلوک کا مظاہرہ کرتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان کے سینے مجھ پر منافقت کی وجہ سے کھولتے ہیں“۔

عقیدہ ایک امر باطنی ہے۔ منافقت امور پوشیدہ میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عقیدے کی وضاحت کے لیے مرض کا لفظ استعمال کیا جس سے مراد نفاق ہے۔ اور اس معنی کے اثبات کے لیے امام صاحب نے یہ شعر بطور استدلال پیش کر دیا تاکہ عربی ادب سے بھی اس کا مفہوم نمایاں ہو جائے۔

احکام میں اشعار سے استشہاد:

انسان دنیا میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرے گا لہذا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اوامر و نواہی کی صورت میں اس کے لئے احکامات بیان فرمائے ہیں۔ امام صاحب نے آیات الاحکام کے ضمن میں احادیث و آثار کے ساتھ اشعار عرب سے بھی استفادہ کیا ہے۔ ذیل میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

(۴) واخرج الطستی فی مسائلہ عن ابن عباسؓ، أن نافع بن الأزرق قال له أخبرنی عن قولہ عزوجل ﴿مواقیت للناس﴾ قال فی عدة نساءهم ومحل دینهم وشروط الناس. قال وهل تعرف العرب ذلك؟ قال نعم، أما سمعت قول الشاعر وهو یقول:

”طستی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نافع بن الأزرق نے ان سے ”مواقیت للناس“ کی تفسیر پوچھی تو آپ نے فرمایا: لوگوں کی عورتوں کی عدت، قرض کی ادائیگی اور لوگوں کی شروط کے وقت کے تعیین کے لئے ہیں۔ نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو فرمایا کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا“

والشمس تجری علی وقت مسخرة إذا قضت سفراً استقبلت سفراً(۱۹)

”سورج فرمانبردار ہو کر ایک وقت پر چلتا ہے جب ایک ختم کرتا ہے تو نیا سفر شروع کر دیتا ہے“۔ امام صاحب نے مواقیت کا معنی و مفہوم سمجھانے کے لئے شعر عرب سے حوالہ دے کر اس کو آسان بنا دیا ہے۔

بنادیا ہے۔

(۵) واخرج الطستى فى مسائله عن ابن عباس^{رض}، أن نافع بن الأزرق قال له أخبرنى عن قوله عز وجل ﴿أولاستم النساء﴾ قال: جامعتم النساء. وهذيل تقول: اللمس باليد. قال وهل تعرف العرب ذلك؟ قال نعم، أما سمعت لبيد بن ربيعة^(۲۰) وهو يقول:

”طستى نے ابن عباس^{رض} سے روایت کی ہے کہ نافع بن الأزرق نے ان سے ”اولاستم النساء“ کے بارے میں پوچھا۔ تو فرمایا: تم اپنی بیویوں سے جماع کرو اور ہذیل کہتا ہے ہاتھ سے چھونا۔ نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو فرمایا کیا تو نے لبيد بن ربيعة کا شعر نہیں سنا“

يلمس الأحلس فى منزله بيديه كاليهودى المصل (۲۱)

”وہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ گھر میں کملی سے جماع کرتا رہتا ہے جیسے عبادت گزار یہودی“
اس شعر میں امام صاحب^{رحم} لمس کا معنی و مفہوم بنو ہذیل کی لغت میں بیان کرتے ہیں کہ ان کی اصطلاح میں یہ لمس بالید کو کہتے ہیں۔

(۶) واخرج الطستى فى مسائله عن ابن عباس^{رض}، أن نافع بن الأزرق قال له أخبرنى عن قوله عز وجل ﴿أحلت لكم بهيمة الأنعام﴾ قال: يعنى به الإبل والبقر والغنم. قال: وهل تعرف العرب ذلك؟ قال: نعم أما سمعت الأعشى وهو يقول:

”طستى نے ابن عباس^{رض} سے روایت کی ہے کہ نافع بن الأزرق نے ان سے ”أحلت لكم بهيمة الأنعام“ کے متعلق پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: اس سے مراد اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریاں ہیں۔ نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو فرمایا کیا تو نے أشى کا قول نہیں سنا“

أهل القباب الحمر والن نعم المؤبل والقنابل (۲۲)

”سرخ قبوں، عمدہ جانوروں اور قبائل والے“

(۷) واخرج الطستى فى مسائله عن ابن عباس^{رض}، أن نافع بن الأزرق قال له أخبرنى عن قوله عز وجل ﴿والموقوذه﴾ قال: التى تضرب بالخشب حتى توت فتأكلها العرب. وذلك أنهم جادلوا المسلمين فقالوا لهم: تزعمون أنكم على دين الله وما ذبح لكم لاتأكلونه وتزعمون أنه ميتة، وما ذبحتم أنتم بأيديكم تزعمون أنه حلال لكم. قال: فهل تعرف العرب ذلك؟ قال نعم. أما سمعت الشاعر يقول:

”طستی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نافع بن الأزرق نے ان سے ”والموقوذة“ کے متعلق پوچھا۔ تو فرمایا: وہ جانور جسے لکڑی سے مارا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔ اور یہ اس وجہ سے کہ کفار مسلمانوں سے بحث کرتے اور کہتے کہ تم تو کہتے ہو کہ ہم اللہ کے دین پر قائم ہیں۔ تو جب اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ذبح کرتے ہیں تو تم اس کو نہیں کھاتے اور کہتے ہو کہ یہ حرام ہے اور جب تم خود ذبح کرتے ہو تو اس کو حلال سمجھتے ہو۔ نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو فرمایا کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا“

یلویننی دینی النهار وأقتضی دینی إذا وقد النعاس الرّقاد (۲۳)

”وہ مجھ سے دن کے قرض سے ٹال مٹول کرتی ہیں جبکہ میں اپنے قرض کا اس وقت تقاضا کرتا ہوں جب نیند سونے والوں کو مارتی ہے“

معجزات میں اشعار سے استشہاد:

عقائد اور احکام کی طرح امام صاحب معجزات کی اثبات کے لئے بھی اشعار عرب سے استفادہ کرتے ہیں۔

(۸) وأخرج الطستى فى مسائله عن ابن عباسؓ، أن نافع بن الأزرق قال له أخيرنى عن قوله عز وجل ﴿فانجست منه اثنتا عشرة عينا﴾ قال: أجرى الله من الصخرة اثني عشره عينا لكل سبط عين يشربون منها. قال: وهل تعرف العرب ذلك؟ قال: نعم، أما سمعت بشر بن أبي حازم (۲۴) وهو يقول:

”طستی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نافع بن الأزرق نے ان سے ”فانجست منه اثنتا عشرة عينا“ کے متعلق پوچھا۔ تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس چٹان سے بارہ چشمے جاری فرمائے۔ ہر قبیلے کے لئے ایک چشمہ تھا جس سے ان کے افراد پانی پیتے تھے۔ نافع نے کہا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو فرمایا: ہاں کیا تو نے بشر بن حازم کا شعر نہیں سنا“۔

فأسبلت العينان منى بواكف كما انهل من واهى الكلى متبحس (۲۵)

”میری دونوں آنکھیں موسلا دھار آنسو بہاتی ہیں جیسے کمزور گردے والے کا پیشاب بہتا ہے“

اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ عصا کا ذکر ہے کہ انجاس کا معنی جاری ہونا ہے اور اس کی تائید میں شعر عرب کا حوالہ دیا گیا۔

آداب اور اخلاقیات میں اشعار سے استشہاد:

قرآن پاک نے احکامات کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو آداب معاشرت کی تعلیم پر بھی زور دیا ہے۔

وأخرج الطستى فى مسائله عن ابن عباس^{رض} أن نافع بن الأزرق قال له أخبرنى عن قوله عز وجل ﴿إلا مكاء و تصديء﴾ قال: أما المكاء فالتصفيق وأما التصديء فالتصفيق. قال: وهل تعرف العرب ذلك؟ قال: نعم، أما سمعت قول حسان بن ثابت^(۲۶) وهو يقول:

”طستى نے مسائل میں ابن عباس^{رض} سے نقل کیا ہے کہ نافع بن الأزرق نے ان سے قول باری تعالیٰ ”الا مكاء و تصديء“ کے متعلق پوچھا۔ تو فرمایا: مکاء سے مراد ساز کی آواز ہے اور تصديء سے مراد چڑیوں کی آواز ہے اور اس سے مراد تالیاں بجانا ہے۔ نافع نے کہا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو فرمایا: کیا تو نے حسان بن ثابت^{رض} کا یہ شعر نہیں سنا۔“

نقوم إلى الصلاة إذا دعينا وهمتك الصفدى والمكاء^(۲۷)

”جب ہمیں نماز کی طرف بلا یا جاتا ہے تو ہم اس کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور تیرا اردہ شور و غل

کرنا اور تالیاں بجانا ہے۔“

قرآن نے تالیوں اور سیٹھی بجانے کو مشرکین کا فعل قرار دیا ہے۔ اور یہی بات حسان بن ثابت^{رض} کا شعر بھی ثابت کرتا ہے کہ یہ ایک قبیح فعل ہے۔

لغت میں اشعار سے استشہاد:

لغت کے باب میں امام سیوطی نے اپنی تفسیر میں اشعار عرب کا بہت بڑا ذخیرہ جمع کیا ہے جہاں کہی بھی تفسیر میں کوئی مشکل لفظ سامنے آیا اس کے لئے اشعار عرب سے حوالہ پیش کیا۔ ذیل میں اس سے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱۰) وأخرج الطستى فى مسائله عن ابن عباس^{رض}، أن نافع بن الأزرق قال له أخبرنى عن قوله عز وجل ﴿مالكم لا ترجون لله وقاراً﴾ قال: لا تخافون عظمة ربكم. قال وهل تعرف العرب ذلك؟ قال: نعم، أما سمعت قول أبى ذؤيب^(۲۸):

”طستی نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ نافع بن الأزرق نے ان سے ”مالکم لا ترجون لله وقاراً“ کے متعلق پوچھا۔ تو فرمایا: اس کا معنی ہے تم اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال سے نہیں ڈرتے۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو فرمایا: ہاں کیا تو نے ابو ذؤیب الہذلی کا یہ قول نہیں سنا۔“

إذا لسعته النحل لم يرج لسعها وخالفها في بيت نوبٍ عوامل (۲۹)
 ”جب شہد کی مکھی نے اسے ڈسا تو وہ اس کے ڈسنے سے نہیں ڈرا۔ اور مکھیوں کے چھتے میں کام کرنے والوں نے اس کی ممانعت کی۔“

ایک اور جگہ پر لغت میں شعر سے استدلال پیش کیا ہے۔

(۱۱) واخرج الطستي في مسائله عن ابن عباسؓ، أن نافع بن الأزرق قال له اخبرني عن قوله عز وجل ﴿لم يطمثهن﴾ قال: كذلك نساء أهل الجنة لم يرن منهن غير أزواجهن۔ قال وهل تعرف العرب ذلك؟ قال: أما سمعت قول الشاعر وهو يقول:

”طستی نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ نافع بن الأزرق نے ان سے قول باری تعالیٰ ”لم يطمثهن“ کے متعلق پوچھا۔ تو فرمایا: جنتی عورتیں اسی طرح ہیں کہ ان کے خاوندوں کے سوا کوئی بھی ان کے قریب نہیں جائے گا۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو فرمایا: ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا۔“

”مشين إلى لم يطمثن قبلي وهن أصح من بيض النعام (۳۰)
 ”وہ میری طرف چل کر آئیں، انہوں نے مجھ سے پہلے کسی کو مس نہیں کیا تھا اور وہ شتر مرغ کے انڈے سے بڑھ کر سفید اور روشن ہیں۔“

(۱۲) واخرج الطستي في مسائله عن ابن عباسؓ، أن نافع بن الأزرق قال له أخبرني عن قوله عز وجل ﴿وفومها﴾ قال: الفوم الحنطة. قال: وهل تعرف العرب ذلك؟ قال: نعم، أما سمعت قول أبي محجن الثقفي (۳۱):

”طستی نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ نافع بن الأزرق نے ان سے قول باری تعالیٰ ”وفومها“ کے متعلق پوچھا۔ تو فرمایا: اس سے مراد الحنطة (گندم) ہے۔ نافع نے کہا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو فرمایا: ہاں کیا تو نے ابو محجن کا یہ شعر نہیں سنا۔“

قد كنت أحسبني كأغني واحد قدم المدينة عن زراعة فوم (۳۲)

”میں اپنے آپ کو یہ خیال کرتا تھا کہ ایک شخص نے مستغنی کر دیا ہے کہ لوگ گندم کی کاشت کی طرف پیش قدمی کریں“

(۱۳) واخرج الطستى فى مسائله عن ابن عباسؓ، أن نافع بن الأزرق قال له أخبرنى عن قوله عز وجل ﴿طرائق قدا﴾ قال: المنقطعة فى كل وجه، قال وهل تعرف العرب ذلك؟ قال نعم أما سمعت قول الشاعر:

”طستى نے مسائل میں ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ نافع بن الأزرق نے ان سے قول باری تعالیٰ ”طرائق قدا“ کے متعلق پوچھا تو فرمایا: جو ہر اعتبار سے کٹا ہوا ہو۔ نافع نے کہا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو فرمایا: کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا“

”ولقد قلت وزيد حاسر يوم ولت خيل زيد قدد“ (۳۳)

”تحقیق میں نے کہا اور زید اس دن خوب تھکا ہوا تھا جب اس کا گھوڑا کٹ کر بھاگا تھا“

(۱۴) واخرج الطستى فى مسائله عن ابن عباسؓ، أن نافع بن الأزرق قال له أخبرنى عن قوله عز وجل ﴿لقد خلقنا الإنسان فى كبد﴾ ما الكبد؟ قال: الإعتدال، قال وهل تعرف العرب ذلك؟ قال: نعم أما سمعت يقول لبید بن ربیعة:

”طستى نے مسائل میں ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ نافع بن الأزرق نے ان سے قول باری تعالیٰ ”لقد خلقنا الإنسان فى كبد“ کے متعلق پوچھا تو فرمایا: معنی یہ ہے کہ ہم نے انسان کو معتدل اور سیدھا پیدا کیا۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو فرمایا: ہاں کیا تو نے لبید بن ربیعہ کا قول نہیں سنا“

”يا عين هلا بكيت أريد إذ قمنا وقام الخصوم فى كبد“ (۳۴)

”اے آنکھ تو کیوں نہیں روئی۔ رنگ خاکستر ہو گیا ہے جب کہ ہم کھڑے ہوئے اور خصم مقابل اور

سیدھ میں آکھڑا ہوا“

مذکورہ بالا اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ لغت کے اثبات کے لئے عربی اشعار سے کس قدر استفادہ لیا گیا ہے۔ بلکہ لغت کے باب میں تو امام صاحب نے کافی تعداد میں اشعار عرب سے استشہاد لیا ہے۔

خلاصہ بحث

شعر کی اہمیت نبی کریم ﷺ نے خود واضح فرمائی ہے کہ ارشاد فرمایا: ”ان من الشعر لحکمة“ اور خود حسان بن ثابتؓ کو یہ حکیم دینا کہ کفار کی جھوٹ بھونک کر پیش کر دیں تمہارے ساتھ ہیں۔ اس اہمیت کے پیش نظر امام جلال الدین السیوطیؒ نے بھی اپنے اسلاف کی خوب پیروی کی ہے کہ ان کی طرح جہاں کہیں بھی شعر کی ضرورت محسوس ہوئی وہاں ابن عباسؓ جیسے جلیل القدر صحابی اور رئیس المفسرین کے بیان کے مطابق شعراء عرب کے اشعار سے قرآن کی تفسیر کو اور بھی واضح کیا۔ اور جس طرح شعر سے ہر زبان کی حفاظت ہوتی ہے اسی طرح جاہلیت کے شعراء کے اشعار سے بھی قرآن کی تفسیر ہوتی ہے۔

حوالہ جات

- (۱) یوسف: ۲
- (۲) الزمر: ۲۸
- (۳) فصلت: ۳
- (۴) احسان عباس، تاریخ النقد الادبی عند العرب: دار الثقافة، بیروت، طبع رابع (۱۴۰۴ھ)، ۱: ۱۹۱
- (۵) البخاری، محمد بن اسماعیل صحیح: ۱۱۶/۱۹
- (۶) ابن رشیق القیری، العمدۃ فی محاسن الشعر وادبہ، ۳: ۱
- (۷) ابوبکر بن ابی شیبہ، عبداللہ بن محمد، مصنف: ۵۰۹/۸، حدیث نمبر ۲۶۵۴۵، الدر السلفیۃ الہندیۃ - سطن۔
- (۸) ایضا
- (۹) المدثر: ۴
- (۱۰) ابوجعفر، محمد بن جریر الطبری، تفسیر طبری، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبع اول، ۱۴۲۰ھ، سورۃ المدثر، ۳: ۹
- (۱۱) اشعراء: ۲۲۴ تا ۲۲۷۔
- (۱۲) ابوجعفر الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تاویل القرآن: ۱۹/۱۵-۱۴۲۲، مؤسسۃ الرسالۃ، طبع اول، ۱۴۲۰ھ-۲۰۰۰م۔
- (۱۳) زرکلی، الاعلام: دار العلم للملائین، ۳: ۳۰۳

- (۱۴) ابوسفیان بن الحارث: آپ کا پورا نام المعیرۃ بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم، ابوسفیان الہاشمی تھا۔ جاہلیت اور اسلام دونوں کے بڑے شاعر تھے۔ اور نبی کریم ﷺ کے رضاعی بھائی تھے۔ جب نبی کریم ﷺ نے اسلام کی دعوت دینی شروع کی تو اس نے آپ ﷺ اور صحابہ کرام کی ہجوہ شروع کی لیکن پھر فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔ مدینہ میں فوت ہوئے۔ (زرکلی، الاعلام: ۷/۲۷۶)۔
- (۱۵) امام السیوطی، جلال الدین، الدر المنثور فی التفسیر الماثور، مرکز ہجر للبحوث والدراسات العربیہ والاسلامیہ، قاہرہ، ط۔ اول (2003ء)، ۱: ۱۳۸۔ امام طسٹی، مسائل نافع بن الازرق، الحاقان والحاجی للطبیعة والنشر، ص ۲۷۲۔
- (۱۶) الأعمش: آپ کا پورا نام آعشی بن مازن عبداللہ بن الاعور ہے۔ قبیلہ بنو تمیم سے تعلق تھا اور نبی کریم ﷺ کے شعراء میں سے تھے۔ آپ سے صدقہ بن طیسلمہ اور ثعلبہ المازنی روایت کرتے ہیں۔ (الحسینی، شمس الدین، الإكمال بمن فی مسند احمد من الرجال سوی من ذکر فی تہذیب الکمال: ۱/۳۲، طبع نامعلوم)
- (۱۷) الدر المنثور، ۱: ۱۵۵۔۔ دیوان الأعمش: ص ۳۵۔۔ الاقنآن فی علوم القرآن: ۲: ۱۰۴
- (۱۸) الدر المنثور: ۱/۳۳
- (۱۹) الدر المنثور: ۱/۴۰۷، مسائل نافع بن الازرق: ص ۱۹۶
- (۲۰) لبید بن ربیعہ: آپ کا پورا نام لبید بن ربیعہ بن عامر بن مالک تھا۔ اپنے قوم بنو جعفر کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف باسلام ہوئے۔ آپ جاہلیت اور اسلام دونوں میں بہت زیادہ شریف تھے۔ اور اسلام لانے کے بعد اشعار کہنا چھوڑ دیئے۔ ۴۱ھ میں ۱۴۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ (ابوالحسن، علی بن ابی المکرّم المعروف بابن الاثیر، اسد الغالیۃ: ۲/۴۴۷، دار احیاء التراث العربی، بیروت)۔
- (۲۱) الدر المنثور: ۳/۳۳۳، مسائل نافع بن الازرق: ص ۱۹۸
- (۲۲) الدر المنثور: ۳/۳۱۲، مسائل نافع بن الازرق: ص ۱۹۹
- (۲۳) الدر المنثور: ۳/۳۱۹، مسائل نافع بن الازرق: ص ۱۹۹
- (۲۴) بشر بن ابی حازم: آپ کا پورا نام ابونوفل، بشر بن ابی حازم، عمرو بن عوف الاسدی تھا۔ جاہلی شاعر اور بہادر تھے۔ قبیلہ بنو اسد سے تعلق تھا۔ اشعار میں آپ کا اپنا ایک دیوان ہے۔ ایک جنگ میں بنو اسد کے ایک

- جوان نے آپ کو تیر مار کر قتل کر دیا۔ (الزرکلی، الاعلام: ۵۴/۲، دارالعلم للملایین، طبع ۱۵)۔
- (۲۵) الدر المنثور: ۱۰/۱۰۷، مسائل نافع بن الأزرق: ص: ۱۰۸، ص: ۴۴
- (۲۶) حسان بن ثابتؓ: آپ کا پورا نام حسان بن ثابت المنذر بن حرام بن عمرو تھا۔ نبی کریم ﷺ کے شاعر تھے۔ زندگی کے ۶۰ سال جاہلیت میں اور ۶۰ سال اسلام میں گزارے۔ نبی کریم ﷺ نے آپ کو فرمایا: کافروں کا بچو کرو جبرائیل تمہارے ساتھ مدد کرے گا۔ آپ نے نبی کریم ﷺ کا دفاع اپنے اشعار کے ذریعے کیا۔ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ (ابن الاثیر، اسد الغابۃ: ۵/۲)
- (۲۷) الدر المنثور: ۴/۴۵۰، مسائل نافع بن الأزرق: ص: ۶۲
- (۲۸) ابو ذؤیب الہذلی: آپ کا پورا نام ابو ذؤیب، خوید بن محرث تھا۔ قبیلہ بنو ہذیل سے تعلق تھا۔ جاہلیت اور اسلام دونوں کو پایا۔ مدینہ میں سکونت اختیار کیا تھا۔ ایام عثمان تک زندہ رہے۔ آپ نے ”دیوان ابو ذؤیب“ لکھا۔ مصر میں وفات پائی۔ (تراجم الموسوعۃ الشعریہ: ۱/۳۷۶)۔
- (۲۹) الدر المنثور: ۱۰/۱۰۷، مسائل نافع بن الأزرق: ص: ۳۸
- (۳۰) الدر المنثور: ۹/۳۷۰، مسائل نافع بن الأزرق: ص: ۱۸۸
- (۳۱) ابو محجن: آپ کا پورا نام ابو محجن، عمرو بن حبیب بن عمرو بن عمیر ابن عوف اشقی تھا۔ بڑے شاعر اور بہادر تھے۔ لیکن شراب کے عادی تھے۔ عمر نے آپ کو سات یا آٹھ مرتبہ کوڑے بھی لگوائے اور سمندر کے ایک جزیرہ کی طرف جلاوطن بھی کیا۔ جنگ قادسیہ میں بہادری سے لڑے۔ آذربائیجان یا جرجان میں فوف ہوئے۔ (ابوالحسن، علی بن ابی الکریم، ابن الاثیر، اسد الغابۃ: ۲/۲۴۰)۔
- (۳۲) الدر المنثور: ۱/۱۲۷، مسائل نافع بن الأزرق: ص: ۴۰
- (۳۳) الدر المنثور: ۱۰/۱۰۷، مسائل نافع بن الأزرق: ص: ۱۰۸
- (۳۴) الدر المنثور: ۱۰/۲۶۹، مسائل نافع بن الأزرق: ص: ۷۴